

شوق سفر تا حشر

[سید افضل حسین مرحوم کے مجموعہ کلام ”منزل آوارگان“ کی تقریب رونمائی میں پڑھا گیا]

سید افضل حسین مرحوم سے ناچیزی کی براہ راست تو کوئی شناسائی نہیں لیکن ان کے فرزند سید وقار افضل سے نیاز مندی کے توسط سے مرحوم کی شخصیت سے واقفیت کا سلسلہ ضرور شروع ہوا ہے۔ جناب وقار افضل کی وضع داری اور ان کی گفتگو کا ربط و ضبط ہمیں کافی حد تک ان کے پدر محترم کا خاکہ فراہم کر دیتا ہے کہ بیٹا ایسا ہے تو مرحوم خود کیسے ہوں گے، لیکن ”منزل آوارگان“ کے منظر عام پر آنے سے ان کے شخصی خاکے کو تکمیل رنگ تو ملا ہی ہے، ہم جیسوں کے لیے بھی یقیناً آسانی پیدا ہوگئی ہے۔

اس شعری مجموعے کا خالق شخص بلاشبہ ایسی نفسیات کا حامل ہے جس کے ہاں روایات اور تہذیبی اقدار ہر شے پر فوقیت رکھتی ہیں۔ سرسری مطالعے سے ہی کسی بھی قاری کو جہاں غزل کی کلاسیکل روایت سے سابقہ پڑتا ہے، وہاں تشبیہات، استعارے اور علامات کا فارسی پس منظر ان کی روایت پسندی پر مہر تصدیق ثبت کرنے آن موجود ہوتا ہے۔ سید افضل مرحوم نے لفظ ”شوق“ کثرت سے استعمال کیا ہے۔ ”شوق نگاہ“ سے ”شوق سفر“ تک اس لفظ کی جتنی معنوی پرتیں ہیں، انہوں نے کمال شوق سے انہیں کھولنے کی خوبصورت کاوش کی ہے۔ لفظ شوق سے بھی از خود کلاسیکل روایت سے نبھاؤ کا سہاؤ بھلکتا ہے۔ طوالت سے بچنے کی خاطر شعروں کا حوالہ دینے کے بجائے چند تراکیب کے تذکرے پر اکتفا شاید کافی ہوگا: لمحہ شوق، کاروبار شوق، شوق دل، شوق سفر، مکتوب شوق، چراغ شوق، داستان شوق، منہائے شوق، شوق سحر، عرض شوق، شوق گل، شوق وصل وغیرہ۔ اس کے ساتھ اگر معنوی اعتبار سے مشتق الفاظ و تراکیب کو بھی شامل کر لیا جائے تو یقیناً ”عرض شوق“ داستان شوق میں ڈھل جائے گی کہ:

پھیلے تو تا ابد ہے جو سمٹے تو اک نظر
لمبی ہے عرض شوق بڑی مختصر بھی ہے

☆ شعبہ سیاسیات، گورنمنٹ ڈگری کالج، قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ

ماہنامہ الشریعہ (۳۹) اگست ۲۰۰۲

سید افضل حسین مرحوم کا شوق سفر اس اعتبار سے منفرد کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے دوران سفر اردگرد کے حالات سے آنکھیں بند نہیں کیں۔ عموماً ہوتا یہی ہے کہ انسان اپنی توجہ اپنے مقصود پر مرکوز رکھتا ہے لیکن ہمارے شاعر نے بڑے خوبصورت پیرایے میں ان لوگوں کو وکالت کی ہے جو تارک راہوں میں مارے گئے۔

نشان منزل مقصود ہیں نہ یوں دیکھو

سبک خرامو حقارت سے رہ نیشینوں کو

تاریخی اور معاشرتی تناظر میں تجزیہ کرنے سے اس شعر کی معنویت مزید واضح ہو جاتی ہے کہ زندگی کی دوڑ میں ناکام یا پیچھے رہ جانے والے لوگوں کی ناکامی سے ہی سبق سیکھ کر دانا لوگ آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اگر یہ رہ نیشین نہ ہوں تو شاید نہیں بلکہ یقیناً سبک خراموں میں سے بعض کا نصیب رہ نیشینی ٹھہرتا۔ مذکورہ شعر میں بائیوسوشل حوالے سے Survival of the Fittest پر نقد و گرفت بھی جھلکتی ہے۔

’منزل آوارگان‘ کا خالق اگرچہ اعلیٰ شاعرانہ احساس رکھتا ہے لیکن معروضی جبر بھی اس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہا کہ زندگی میں جو ہونا چاہیے، اپنی جگہ لیکن جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوتا آیا ہے، اس سے نگاہیں نہیں چرائی جاسکتیں۔ اس حقیقت کے ادراک کے ساتھ ہمارا شاعر ایک طرف تو ہمیں فقط آم کھانے کو کہتا ہے اور دوسری طرف نہایت دھیمے لیکن تیکھے لہجے میں انہی رہ نیشینوں کا نئے انداز میں ذکر کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

محفوظ کر نگاہوں کو گل ہائے تازہ سے

شاداب کس کے خوں سے ہوا گلستاں نہ پوچھ

’نہ پوچھ‘ کی ردیف نے معنویت کے ساتھ ساتھ شعریت کو بھی بے کراں کر دیا ہے۔

ایک غزل کا مقطع سید افضل حسین مرحوم کے تبحر علمی اور بھرپور تنقیدی شعور کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔

خوشی میں ڈھلنا کمال غم و الم افضل

ہیں نالے خام جو نعمات میں بدلتے نہیں

کہ کمال انتہا ہے اور کسی بھی چیز کی انتہا سے خود اس کی نفی ہو جاتی ہے مثلاً روشنی کی انتہا میں آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، کچھ نظر نہیں آتا۔ اسی طرح رنج و اندوہ اور غم و الم کی انتہا خوشی و سرمستی ہی ہو سکتی ہے۔ یہاں ہمارے شاعر نے نکتہ دانی کا مظاہرہ تو کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ شاعری کی اس سطح پر بھی چوٹ کی ہے جس میں نغسگی ڈھونڈے نہیں ملتی۔ سید افضل کے نزدیک ایسی شاعری جذبات و خیالات کی سطحیت اور کچے پن پر دلالت کرتی ہے۔ اس غزل کا دوسرا شعر بھی قابل غور ہے کہ اس کے بین السطور سخن سرائی کے نئے امکانات جھلملا رہے ہیں۔

لحاظ حسن کہ غارت گران گلشن بھی

_____ ماہنامہ الشریعہ (۴۰) اگست ۲۰۰۴ _____

گلوں کو توڑتے ہیں شاخوں سے مسلتے نہیں
 ہمارے شاعر نے ایک مقام پر عشاق کی نفسیاتی کیفیت بڑی خوبی سے عیاں کی ہے۔ ایسا شخص جس نے کوچہ
 عشق میں قدم نہ رکھا ہو یا بہت کم مسافت طے کی ہو، وہ ایسے کہہ سکتا ہے کہ ع
 دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
 لیکن ایسے احباب جو حسن و عشق کے معرکوں میں شریک رہے ہوں یا انہوں نے بہت گہرائی سے ان معرکوں کو
 پرکھا ہو، وہ سید افضل حسین کی آواز میں تائیدی آواز شامل کریں گے کہ۔
 ہم تڑپیں بجر یار میں، وہ بجر غیر میں
 آخر کسی مقام پہ قسمت تو مل گئی
 ”منزل آوارگان“ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے لیے مزید کئی صفحات درکار ہوں گے۔ بیان کردہ چند
 سطریں بمشکل اشارہ کر پائی ہیں۔ لیکن یہ رائے دینا ہرگز مشکل نہیں کہ ”منزل آوارگان“ اردو ادب میں اس اعتبار سے
 گراں قدر اضافہ ہے کہ اس میں روایت کے رچاؤ کے ساتھ ساتھ جدید معاشرتی و نفسیاتی کیفیات کو سمویا گیا ہے۔ اس
 امتزاجی عمل کے دوران سید افضل حسین مرحوم نے نغمگی اور شعریت پر حرف نہیں آنے دیا۔ یہی اس مجموعے کی سب
 سے بڑی خوبی ہے۔ تنوع کے باوجود یہ بات کہنا چنداں مشکل نہیں کہ سید افضل حسین کی شاعری کا بنیادی حوالہ
 ”شوق“ ہی ہے جو بہت معتبر بھی ہے

کیا حاجتِ دراتھی ہمیں راہ یار میں
 شوق سفر تا حشر جگانے کو کم تھا کیا؟

الشريعة

اسلامی ویب سائٹ

اردو زبان میں

اسلام کیا ہے؟	مضامین و مقالات
ماہنامہ الشریعہ	آپ نے پوچھا
اسلامی ویب سائٹس	ڈائریکٹری

www.alsharia.org

— ماہنامہ الشریعہ (۴۱) اگست ۲۰۰۴ —